24 مارچ 1964

از عدالت عظمیٰ

مارا اور دیگران
بنام
نکو اور دیگران

[ایم ہدایت اللہ اور این راجگو پالا آیا نگر، جسٹسز۔]

وراثت — تحصیل لدھیانہ کے جھلی جاٹ — جائیداد کے آباؤ اجداد یا غیر آباؤ اجداد — چاہے بہن ضمانت کو خارج کرے۔

لدھیانہ تحصیل کے ایک پی — ایک جھلی جاٹ کی جائیدادوں پر وراثت کا دعوی کرتے ہوئے، جواب دہندگان، جو پی کی بہن اور بہن کے بیٹے تھے، نے اپیل گزار — پی کے یکجوتی کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ فاضل جج نے مقدمے کا فیصلہ سنایا اور ضلع جج کی اپیل کو خارج کر دیا گیا۔ ان کا مؤقف تھا کہ دعوی میں موجود زمینیں آبائی نہیں تھیں اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ لدھیانہ کے جھولی جاٹوں میں غیر آبائی جائیداد کے سلسلے میں بہنوں اور بہن کے بیٹے کو وراثت سے خارج کیا گیا ہے۔ ہائی کورٹ میں اپیل بھی مسترد کر دی گئی۔

منعقد: (i) جہاں زمینیں اتنی مخلوط ہیں کہ آبائی اور غیر آبائی حصوں کو الگ نہیں کیا جا سکتا ہے انہیں غیر آبائی سمجھا جانا چاہیے جب تک کہ یہ ظاہر نہ کیا جائے کہ کون سے آبائی ہیں اور کون سے نہیں۔

اوتار سنگھ بمقابلہ ٹھاکر سنگھ، 35 آئی اے 206، نے درخواست دی۔

زمین آبائی نہیں رہ جاتی اگر یہ نسل کے علاوہ کسی مالک کے ہاتھ میں آجائے۔

اندر سنگھ بمقابلہ گلزار اسنگھ، اے آئی آر 1951 پنج۔ ,345 سیف ال رحمان بمقابلہ محمد علی خان، آئی ایل آر 9 لاہ۔ 95 اور جگتار سنگھ بمقابلہ رگبیر سنگھ، آئی ایل آر۔ 13 لاہ۔165، حوالہ دیا گیا۔

(ii) درج ذیل عدالتوں کے ذریعے خاندان پر ذاتی قانون کا اطلاق درست تھا اور رتنگن ڈائجسٹ کا پیرا گراف 24 جس میں بہنوں کو غیر آبائی جائیداد سے وراثت سے خارج کیا گیا ہے، بہت وسیع پیمانے پر بیان کیا گیا ہے۔

اجگر سنگھ بمقابلہ ایم ایس ٹی۔ جیو، [1959] ضمنی۔ 2 ایس سی آر 781 اور وریام سنگھ بمقابلہ محترمہ۔ سکھی، سی اے نمبر۔ 452 / 61 نے 23–4– 1963 (غیر قابل اطلاع) کا حوالہ دیا ہے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1962: کی سول اپیل نمبر 490۔ 1959 کی باقاعدہ دوسری اپیل نمبر 1591 میں پنجاب ہائی کورٹ کے 20 اکتوبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے کرتار سنگھ چاولہ اور ہر بنس سنگھ۔

جواب دہندگان کے لیے آئی ایم لال اور ایم آر کے پلئ۔

24 مارچ 1964۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ. جے– یہ 20 اکتوبر 1959 کو پنجاب کی ہائی کورٹ کے حکم کے خلاف مدعا علیہان کی خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل ہے جس میں اپیل گزاروں کی طرف سے دائر کی گئی دوسری اپیل کو مسترد کر دیا گیا تھا۔ یہ مقدمہ مدعا علیہان کی طرف سے 7 فروری 1952 کو پوہلا کی بیوہ پنجاب کور کی موت کے بعد ایک پوہلا کے ترجیحی وارث کے طور پر کچھ زمینوں میں ایک پلاٹ، ایک مکان اور ایک تو را اور آدھے حصے کے قبضے کے لیے دائر کیا گیا تھا۔ مدعی ایم ایس ٹی ہیں۔ نکو، پوہلا کی بہن اور مسٹر کے بیٹے جرنیل سنگھ۔ ہر کور جو پوہلا کی ایک اور بہن تھی۔ پہلی اپیل کنندہ مارا چوتھی ڈگری پوہلا کی وراثت ہے اور دیگر دو اپیل کنندگان مارا کے بیٹے ہیں۔ مندرجہ ذیل نسب نامہ فریقین کے تعلقات کو بیان کرتا ہے :

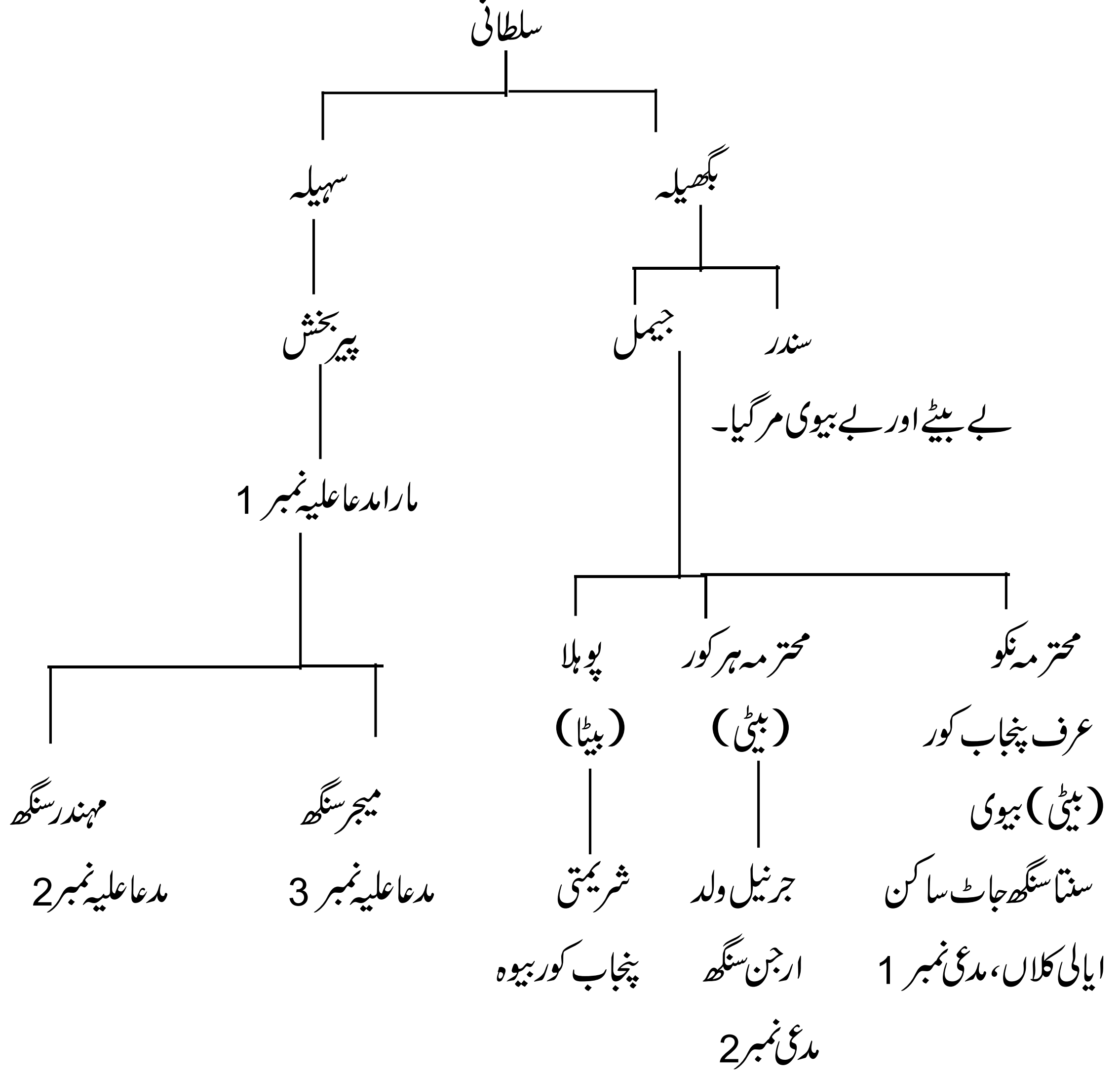

پارٹیاں گاؤں چومون، تحصیل اور ضلع لدھیانہ کے جھلی جاٹ ہیں۔ مدعیوں نے دعوی کیا کہ جائیداد غیر آبائی تھی اور خاندان پر لاگو رواج کے مطابق، بہنوں نے آبائی اور غیر آبائی دونوں جائیدادوں کے سلسلے میں وراثت کو خارج کر دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کور کی موت کے بعد مارا نے ایک کھیت کو اپنے نام سے تبدیل کیا اور اس کے بعد پوری جائیداد پر قبضہ کرلیا۔ اس نے اپنے بیٹوں کو کچھ جائیدادوں کے تحفے دیے اور اسی وجہ سے وہ دعوی میں شامل ہو گئے۔ مارا اور اس کے بڑے بیٹے موہندر سنگھ نے ایک مشترکہ تحریری بیان دائر کیا جس میں انہوں نے بہت سی درخواستیں اٹھائیں جن کی تفصیلات یہاں دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے دعوی کیا کہ خاندان پر لاگو رواج کے مطابق، بہن اور بہن کے بیٹوں کو جائیدادوں کے سلسلے میں وراثت سے خارج کر دیا گیا تھا چاہے وہ آبائی ہو یا غیر آبائی۔ تاہم انہوں نے دعوی کیا کہ یہ جائیداد آبائی تھی اور اس نے نسب کی تردید کی۔

ماتحت جج، سیکنڈ کلاس، لدھیانہ نے چھ مسائل وضع کیے جن میں سے صرف نمبر 2، 3 اور 4 اس اپیل میں اہم ہیں۔ وہ مسائل یہ ہیں:

"2. کیا جائیداد آبائی پوہلا اور مارا ہے؟"

"3. کیا جائیداد کی نوعیت کا سوال اس مقدمے کے فیصلے کے لیے مادی ہے؟"

"4. چاہے مدعی ایم ایس ٹی کی جائیداد کے ترجیحی وارث ہوں۔ پوہلا کی پنجابی بیوہ؟"

فریقین نے اس مقدمے میں زبانی ثبوت پیش کیے لیکن ماتحت جج نے اس پر بھروسہ نہیں کیا۔ ہمیں اس اپیل میں اس ثبوت کے کسی حصے کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ فاضل ماتحت جج نے مؤقف اختیار کیا کہ دعوی اراضی آبائی نہیں تھی اور مزید کہا کہ دیگر جائیدادوں کے آبائی ہونے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ تیسرے مسئلے پر انہوں نے 1882 اور 1909– 1910 کی بستیوں سے متعلق رواج سے سوال نمبر 52 کا حوالہ دیا (اقتباس D-1 اور D-2) جس میں بتایا گیا ہے کہ جھلی جاٹوں میں تحصیل لدھیانہ کی بہنوں یا بہنوں کے بیٹے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ تاہم، وہ احمد بمقابلہ محمد اور دیگر (1) کے اختیار پر تھا کہ چونکہ سوال سے مراد صرف آبائی ہے۔ جائیداد اور یہ کہ جائیداد کی نوعیت اس طرح مادی تھی۔ چوتھے مسئلے پر انہوں نے سوال نمبر 52 کے جواب کی بنیاد پر مؤقف اختیار کیا کہ بہنوں اور ان کے بیٹوں کو آبائی جائیداد سے خارج کر دیا گیا ہے لیکن چونکہ یہ جواب غیر آبائی جائیداد پر لاگو نہیں ہوتا ہے جب تک کہ خصوصی رواج ثابت نہ ہو جائے پرسنل لاء لاگو ہوگا۔ اس لیے اس نے ہرنام سنگھ بمقابلہ محترمہ پر انحصار کرنے والے مدعاعلیہان پر بوجھ ڈال دیا۔ گرودیو کور، (2) محترمہ۔ سکھونت کور بمقابلہ ایس بلونت سنگھ اور دیگر (3) اور محترمہ۔ جیو بمقابلہ اجگر سنگھ۔

ضلع جج کی اپیل پر لدھیانہ نے ٹرائل جج کو تین مسائل بھیجے اور وہ مندرجہ ذیل تھے:

"مسئلہ نمبر:4

کیا کوئی ایسا رواج ہے جس کے تحت فریقین پر حکومت کی جاتی ہے جس کے مطابق مدعی مارا مدعاعلیہ کی ترجیح میں پوہلا کے ذریعہ چھوڑے گئے آبائی اور غیر آبائی کے جانشین ہونے کے حقدار ہیں؟"

"مسئلہ نمبر 4اے:

کیا اس رواج کے تحت جس کے تحت فریقین پر حکومت کی جاتی ہے، مدعا مارا پوہلا کی آبائی اور غیر آبائی جائیداد کے حوالے سے مدعیوں کا ترجیحی وارث ہے؟"

"مسئلہ نمبر 4بی:–

اگر فریقین کی طرف سے مقرر کردہ رواج ثابت نہیں ہوتا ہے، تو کیا مدعی فریقین پر لاگو ذاتی قانون کے تحت مار امدعا علیہ کے ترجیحی وارث ہیں؟"

ان معاملات پر ماتحت جج، فرسٹ کلاس، لدھیانہ کی رپورٹ مدعا علیہان کی دلیل کے خلاف تھی۔ علمی ضلع جج نے ماتحت جج کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ مقدمے میں شامل اراضی آبائی نہیں تھی اور اس نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ لدھیانہ کے جھولی جاٹوں میں غیر آبائی جائیداد کے سلسلے میں بہنوں اور بہنوں کے بیٹوں کو خارج کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے مستثنیات 9، 10، 12 اور 13 کا حوالہ دیا جو دوسرے مقدمات میں فیصلے تھے جو اس کے برعکس ثبوت تھے۔ اس کے مطابق انہوں نے اپیل کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد دائر کی گئی دوسری اپیل کو ہائی کورٹ نے مختصر طور پر مسترد کر دیا۔

فیصلہ کرنے کے لیے پہلا سوال یہ ہے کہ آیا یہ زمینیں آبائی ہیں یا غیر آبائی۔ نیچے دی گئی دونوں عدالتوں کا بیک وقت نتیجہ یہ ہے کہ متنازعہ جائیدادوں میں سے کوئی بھی آبائی نہیں ہے۔ ہائی کورٹ نے پہلی نظر میں درج ذیل عدالتوں کے کسی بھی نتیجے سے مختلف ہونے کی کوئی وجہ نہیں دیکھی۔ 1882 کی بستی میں تیار کردہ تھلہ ملّا کے ایک کافیات کے زور پر یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ زمین ایک سیخو کے قبضے میں آئی جو تسلیم شدہ طور پر خاندان میں ایک مشترکہ آباؤ اجداد تھا اور جائیداد، جواب تنازعہ میں ہے، کو آبائی سمجھا جانا چاہیے۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ اس نتیجے کو بگاڑا گیا ہے کیونکہ نیچے دی گئی دو عدالتوں نے اس کافیات کو 1882 اور 1909– 1910 کے ریکارڈ آف رائٹس کے اقتباسات کے ساتھ نہیں پڑھا جس میں بگھیلا کے بیٹوں جیمل اور سندر اور سوہیلا کے بیٹے پیر بکش کے نام ان زمینوں میں آدھے حصص سے لطف اندوز ہونے والے افراد کے طور پر دکھائے گئے ہیں۔ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اس طرح سوٹ میں موجود زمینیں آبائی ثابت ہوتی ہیں کیونکہ وہ مشترکہ آباؤ اجداد سیکھو کے لیے دی جاتی ہیں اور رواج ام جیسا کہ سوال نمبر 52 میں ظاہر کیا گیا ہے اس معاملے پر لاگو ہوتا ہے۔ تاہم، کافیات کے ساتھ ساتھ حقوق کے ریکارڈ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان زمینوں کو ایک بار ترک کر دیا گیا تھا اور جب لوگ واپس آئے تو سیکھو نے کچھ زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا لیکن ان کے علاوہ سیکھو کی اولاد نے تھولہ میں ایک دلپت کا حصہ حاصل کر لیا تھا اور اس کے بعد دوسرے مالک کی پوری جائیداد، یعنی میداس، جیمل، سندر اور سوہیلا نے خرید لی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متنازعہ زمینیں مکمل طور پر آبائی نہیں ہیں بلکہ ایسی زمینوں سے بنی ہیں جنہیں آبائی اور غیر آبائی قرار دیا جا سکتا ہے۔

اب، پنجاب میں مستقل طور پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جہاں زمینیں اتنی مخلوط ہیں کہ آبائی اور غیر آبائی حصوں کو الگ نہیں کیا جا سکتا، انہیں غیر آبائی سمجھا جانا چاہیے، جب تک کہ یہ نہ دکھایا جائے کہ کون سے آبائی ہیں اور کون سے نہیں۔ یہ بات پریوی کونسل نے اوتار سنگھ بمقابلہ ٹھاکر سنگھ (1) میں بیان کی تھی۔ اندر سنگھ بمقابلہ گلزار سنگھ اور دیگر (2) میں جسٹس کپور (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) نے خود کو سیف ال رحمان بمقابلہ محمد علی خان (3) اور جگتار سنگھ بمقابلہ رگبیر سنگھ (4) پر مبنی قرار دیا تھا کہ اگر زمین کسی مالک کے ہاتھ میں آتی ہے تو وہ آبائی نہیں رہے گی۔ ایک بار ان نتائج پر پہنچنے کے بعد، یہ بالکل واضح ہے کہ ضلعی جج کا سوال نمبر

52 کے جواب کو غیر آبائی زمین پر لاگو نہ کرنے کا فیصلہ درست تھا۔ یہ ذکر کیا جا سکتا ہے کہ سوالات کے جوابات صرف آبائی ملکیت کا حوالہ دیتے ہیں اور یہ اب مضبوطی سے قائم ہے۔ درحقیقت سماعت میں اس کی تردید نہیں کی گئی۔

تاہم، یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ایسے فیصلے ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ بہنوں اور ان کے بیٹوں کو خارج کرنے کے لیے غیر آبائی زمین کے حوالے سے بھیوراشتوں کے حق کو تسلیم کیا گیا تھا۔ لا رپورٹس کا کوئی فیصلہ ہمارے نوٹس میں نہیں لایا گیا ہے۔ امبالا اور امرتسر اضلاع کے کچھ معاملات کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن وہ واضح طور پر کوئی اتھارٹی نہیں ہو سکتے، کیونکہ، جیسا کہ معروف ہے، پنجاب میں رواج ضلع سے ضلع، تحصیل سے تحصیل اور پرگنہ سے پرگنہ میں تبدیل ہوتا ہے۔ اس عدالت میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ رتنگن ڈائجسٹ کا پیراگراف 24 جس میں بہنوں کو غیر آبائی جائیداد سے وراثت سے خارج کیا گیا ہے، بہت وسیع پیمانے پر بیان کیا گیا ہے۔ (اجگر سنگھ بمقابلہ ایم ایس ٹی دیکھیں۔ جیو (5) اور (واریم سنگھ اور دیگر بمقابلہ محترمہ۔ سکھی اور ایک اور) (سول اپیل نمبر 1961 452 کا فیصلہ 23 اپریل 1963 کو ہوا)۔ معروف ضلعی جج نے کچھ مثالوں کا حوالہ دیا جن میں بہنوں اور بہنوں کے بیٹوں کو یکجوتی کو ترجیح دیتے ہوئے کامیاب ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔ مقدمے میں مدعا علیہان کی طرف سے دائر کردہ دستاویزات میں سے ایک (ایکسٹینشن۔ ڈی–6) جواب دہندگان کی دلیل کی بھی حمایت کرتا ہے۔ معاملے کے اس تناظر میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ درج ذیل عدالتوں کے ذریعے خاندان پر ذاتی قانون کا اطلاق غلط تھا۔ آخر میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ فیصلے صرف یہ ظاہر کرتے ہیں کہ 5ویں ڈگری کے یکجوتی کو خارج کر دیا گیا ہے اور ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ 4ویں ڈگری کے وراثت کو خارج کر دیا گیا تھا۔ اگر ذاتی قانون لاگو ہوتا ہے، جیسا کہ یہ ہوتا ہے، تو چوتھی ڈگری کا وراثت بھی خارج کر دیا جاتا ہے۔

ہمارے فیصلے میں یہ اپیل ناکام ہونی چاہیے اور اسی کے مطابق اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document